عورتوں کا مسجد میں جانا جائز ہے

حافظ ابو یحییٰ نورپوری

عورت اسلامی معاشرے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہے ، مسلمان عورت ماں ، بہن ، بیوی اور بیٹی ہر روپ میں گھرانے کا جزوِ لاینفک ہے ، یہی وجہ ہے کہ ہردور میں اس کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی جاتی رہی ہے ، کیونکہ اس کی تعلیم وتربیت گویا آنے والی نسلوںکی اصلاح کا پیش خیمہ ہے اور اس کی جہالت آنے والی کئی پشتوں کا خانہ خراب کرنے کے مترادف ہے ،اسی لیے ایک مصری شاعر حافظ ابراہیم نے کیا خوب کہا تھا: الأمّ مدرسۃ ان أعددتّھا أعددتّ شعبا طیّب الأعراق

"ماںایک درسگاہ ہے اور اس درسگاہ کو اگر آپ نے سنوار دیا تو گویا ایک بااصول اور پاکیزہ نسب والی قوم کی تشکیل کر دی ۔"

اسلامی معاشرے میں سب سے بڑاتعلیمی مرکز مسجد ہے ، لیکن افسوس کہ بعض لوگ علم ِ دین سے دورکر دینے والی شیطانی پالیسی کو بھانپنے کے بجائے اس کے آلہئ کار بن کر عورتوں کو مسجدوں سے روک رہے ہیں،حالانکہ انہی لوگوں کی عورتیں اگر دنیاوی علم حاصل کرنے کے لیے سکولوں ، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جائیں تو ان کا جذبہئ غیرت جوش نہیں مارتا ، نیز بازاروںاور مارکیٹوں میں غیر محرم دوکانداروں سے شاپنگ کرتی پھریں تو غیرت کا جنازہ نہیں نکلتا ، لیکن اگر وہ مسجد میں آئیں تو ان کو فتنہ کا خدشہ ہوجاتا ہے ۔

آئیے عہدِ نبوی میں مسلمانوں کی عورتوں یعنی نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیات کے عمل اور وحی ئ الٰہی بولنے والی زبان سے فیصلہ کرواتے ہیں :

دلیل نمبر ۱ :

عن أمّ سلمۃ رضی اللّٰہ عنہا قالت : کان یسلّم فینصرف النّساء ، فیدخلن بیوتھن من قبل أن ینصرف رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ۔

"سیدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیرتے تو عورتیں فوراً واپس جا کر (مقتدیوں کی طرف)آپ کے چہرہئ مبارک پھیرنے سے پہلے اپنے گھروں میں داخل ہو جاتیں ۔"(صحیح بخاری : ۸۵۰)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی ئ اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم کے عہدِ مبارک میں عورتیں مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے جایا کرتی تھیں ، ان کے لیے کوئی ممانعت نہ تھی ، اب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی اس کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں :

دلیل نمبر ٢ :

عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنہا قالت : ان کان رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم لیصلّی الصّبح ، فینصرف النّساء متلفّعات بمروطھن ، ما یعرفن من الغلس ۔

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ، بیان کرتی ہیں کہ اس بات میں کچھ شبہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز ادا فرماتے تو عورتیں فوراً چادروں میں لپٹی ہوئی واپس چلی جاتیں ،وہ اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہ جاتی تھیں ۔''(صحیح بخاری : ٨٦٧، صحیح مسلم : ٦٤٥)

دلیل نمبر ٣ :

عن أبی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال : قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم : خیر صفوف الرّجال أوّلھا وشرّھا آخرھا ، وخیر صفوف النّساء آخرھا وشرّھا أوّلھا ۔

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، مردوں کی صفوں میں سے بہترین صف سب سے پہلی اور سب سے بری (ثواب میں کم)سب سے آخری صف ہے ، جبکہ عورتوں کی صفوں میں سب سے بہترین صف آخری اور سب سے بری (ثواب میں کم)پہلی صف ہے ۔''(صحیح مسلم : ٤٤٠)

ان احادیث کے بعد تو کوئی شک نہیں رہا کہ نبی ئ اکر م صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مبارک میں عورتیں نماز کے لیے مسجد میں آتی تھیں ۔

پھر اس بارے میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت بھی موجود ہے :

دلیل نمبر ٤ :

عن أبی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ أنّ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قال : لا تمنعوا اماء اللّٰہ مساجد اللّٰہ ، ولکن لیخرجن وھنّ تفلات ۔

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، تم اللہ کی بندیوں کو اللہ کی

مسجدوں سے نہ روکو ، ان کو بھی چاہیے کہ وہ خوشبو لگائے بغیر نکلیں ۔''
(مسند الامام احمد : ۲/۵۲۸، سنن ابی داو،د : ۵٦۵، وسندہ، حسن)

اس حدیث کو امام ابنِ خزیمہ (١٦٧٩)، امام ابنِ حبان (٢٢١٤)، امام ابن الجارود (٣٣٢)اورحافظ نووی (المجموع : ٤/١٩٩)رحمہم اللہ نے ''صحیح '' کہا ہے ۔

نیز حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں : رواہ أبو داو،د باسناد الصّحیحن ۔''اس حدیث کو امام ابوداو،د رحمہ اللہ نے بخاری و مسلم کی سند کے سا تھ بیان کیا ہے ۔''(خلاصہ الاحکام : ۲/۹۷۹، ح : ۲۳۵۳)

اب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ایما ن افروز واقعہ بھی پڑھتے جائیے :

دلیل نمبر ۵ :

عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہما قال : قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم : ائذنوا للنّساء باللّیل الی المساجد ، فقال لہ ابن لہ ، یقال لہ واقد : اذن یتّخذن لہ دغلا ، قال : فضرب فی صدرہ وقال : أحدّثک عن رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم وتقول : لا ۔

''سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، (اگر عورتیں اجازت مانگیں تو)اپنی عورتوں کو رات کے وقت مسجدوں میں جانے کی اجازت دو ، ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کے واقد نامی بیٹے نے کہا ، (میں تو اجازت نہیں دوں گا)وہ تو اس کام کو خرابی (کاحیلہ) بنا لیں گی ، آپ نے اس کے سینے میں (زور دار تھپیڑا)مارا اور فرمایا ، میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنا رہا ہوں اور تو کہتا ہے کہ (میں ان کو اجازت) نہیں (دوں گا)۔''(صحیح مسلم : ٤٤٢)

اس حدیث سے جہاں عورتوں کے مسجد میں جانے کا جواز ثابت ہوتا ہے ، وہاں عورتوں کو مسجدوں سے منع کرنے والوں کے لیے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اتباعِ سنت، عبرت بھی ہے ۔

صحیح مسلم کی ایک روایت(١٣٥/٤٤٣) میں تو ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کے دوسرے بیٹے سالم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ کے بیٹے نے حدیث سن کر بھی عورتوں کو مسجد میں جانے کی

اجازت دینے سے انکار کر دیااور کہا کہ ہم ان کو ضرور روکیں گے تو :

فأقبل علیہ عبداللّٰہ ، فسبّہ سبّا سیّأا، ما سمعتہ سبّہ مثلہ ۔

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اتنا سخت برا بھلا کہا کہ میںنے اس جیسی سختی آپ میں کبھی نہ سنی تھی ۔''

یہ تھا صحابہ کرام کا جذبہئ اتباع ، اب بھی اگر کوئی یہی بہانے بنا کر عورتوں کو مسجد میں جانے سے روکے تو خود ہی سوچے کہ کیا روزِ محشر اس سنت کی مخالفت کرکے وہ نبی ئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جاں نثار صحابہ کو کیا منہ دکھائے گا ؟

دلیل نمبر ٦ :

عن أبی قتادہ رضی اللّٰہ عنہ عن النّبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قال : انّی لأقوم فی الصّلاۃ ، أرید أن أطوّل فیھا ، فأسمع بکاء الصّبی ، فأتجوّز فی صلاتی ، کراھیۃ أن أشقّ علی أمّہ ۔

''سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نبی ئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ، میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں تو اسے لمبا کرنے کا ارادہ ہوتا ہے ، پھر بچے کے رونے کی آواز سن کر اپنی نماز مختصر کر دیتا ہوں کہ کہیں میں اس کی ماں کومشقت میں نہ ڈال دوں ۔''(صحیح بخاری : ٨٦٨)

عورتوں کو مسجدوں سے روکنے والے بتائیں کہ نبی ئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مبارک میں تو عورتیں اتنے اہتمام سے مسجد میں آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بچوں کے رونے کے باوجود ، جو کہ ایک قسم کا خلل بھی تھا ، مسجد میں آنے سے نہ روکیں تو بعدمیں یہ اختیار کس کو حاصل ہو گیا ہے ؟

نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے مسجد جانے میں تفصیل کرنا ، یعنی جوان عورتوں کو مطلق طور پر اور بوڑھی عورتوں کو دن میں مسجد میں جانے سے منع کرنا بالکل بے بنیا د ہے ، کیونکہ چھوٹے چھوٹے بچوں والی عورتیں جوان ہی ہوتی ہیں ، نہ کہ ''عجوز'' یعنی بوڑھی ، اسی طرح اس حدیث میں کسی نماز کی تخصیص بھی نہیں ہے ، بلکہ اس حدیث میں عموم ہے ، ثابت ہواکہ اس طرح باتیں بنانا قرآن و سنت سے خیرخواہی نہیں ۔

دلیل نمبر ٧ :

عن زینب امرأة عبداللّٰہ قالت : قال لنا رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم : اذا شهدت احداکنّ المسجد فلا تمسّ طیبا ۔

''سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جو کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں ، بیان کرتی ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا ، جب تم (عورتوں)میں سے کوئی مسجد میں آئے تو خوشبو نہ لگائے ۔''

(صحیح مسلم : ٤٤٣)

ثابت ہو اکہ اگر عورت نے خوشبو نہ لگائی ہو تو اسے مسجد میں داخل ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں ۔

دلیل نمبر ٨ :

عن أمّ هشام بنت حارثة رضی اللّٰہ عنہا قالت : ما أخذت (قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ) الّا عن لّسان رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ، یقرأها کلّ جمعة علی المنبر اذا خطب النّاس ۔

''سیدہ امِ ہشام بنت ِ حارثہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے سورۂ ق رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے (سن کر)ہی تو یاد کی تهی ، آپ اسے ہر جمعہ کے دن منبر پرلوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے تلاوت فرمایا کرتے تهے ۔''(صحیح مسلم : ٥٢/٨٧٣)

اب ذرا غور فرمائیں تو معلوم ہو کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں دنیا کی سب سے پاکباز عورتیں اور سب سے پاکباز خاوندوں کی بیویاں کتنی پابندی سے نمازِ جمعہ ادا کرنے کے لیے مسجد میں حاضر ہو ا کرتی تهیں ، کائنات کے سب سے باغیرت اور عصمتوں کے محافظ تو اپنی بیویوں کو اجازت دیتے رہے ، لیکن آج کے نام نہاد دین پرست رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت آجانے کے بعد بهی عورتوں کو مسجدوں سے روکنے پر کیوں ادهار کهائے بیٹهے ہیں ۔

دلیل نمبر ٩ :

عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہما قال : کانت امرأة لعمر تشهد صلاة الصّبح والعشاء فی الجماعة فی المسجد ، فقیل لها : لم تخرجین وقد تعلمین أنّ عمر یکره ذلک ویغار ؟ قالت : وما یمنعه أن ینهانی ؟ قال : یمنعه قول رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم : لا تمنعوا اماء اللّٰہ مساجد اللّٰہ ۔

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ایک زوجہ صبح اور عشاء کی نماز مسجد

میں جاکر جماعت کے ساتھ ادا کرتی تھیں ، ان سے پوچھا گیا ، آپ کیوں (مسجد کی طرف)نکلتیں ہیں، حالانکہ آپ جانتی بھی ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کا م کو پسند نہیں کرتے اور غیرت کھاتے ہیں ؟ وہ کہنے لگیں ، ان کو کون سی چیز مانع ہے کہ وہ مجھے منع نہیں کرتے ؟ کہا ، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ تم اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو۔''(صحیح بخاری : ۸۵۸، صحیح مسلم : ٤٤٢ مختصراً)

قارئین کرام ! جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی بھی ناپسند کرنے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی بیوی کومسجد جانے سے نہیں روکتے تھے تو بعد کے مفتیان یہ جرأت کیونکر کر سکتے ہیں ؟

دلیل نمبر ١٠ :

عن أسماء بنت أبی بکر رضی اللّٰہ عنہا قالت : سمعت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم یقول : من کان منکنّ تؤمن باللّٰہ والیوم الآخر فلا ترفع رأسها حتی یرفع الرّجال رؤوسهم ، کراهیۃ أن یرین من عورات الرّجال ۔

''سیدہ اسماء بنت ِ ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (اے عورتو!)تم میں سے جو اللہ ا وریوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے ، وہ مردوں کے (سجدے سے) سر اٹھانے سے پہلے سر نہ اٹھائے ، (ان دنوں صحابہ کرام کے پاس کپڑے بہت تھوڑے تھے اور ان کے ازار چھوٹے ہوتے تھے)، آپ نے یہ بات اس لیے فرمائی کہ کہیں (عورتوں کے پہلے سر اٹھانے کی وجہ سے) مردوں کے ستر پر ان کی نظر نہ پڑجائے ۔''(صحیح بخاری : ۸۱٤، صحیح مسلم : ٤٤١)

تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ

یہ پوری دس صحیح احادیث کا مجموعہ ہماری دلیل ہے ،ان سب کا تعلق صحیحین سے ہے ، جن کی صحت پر امت کا اجماع ہے ۔

اس بارے میں چند محدثین کی آراء

١٭ امیر المومنین فی الحدیث ، فقیہ ِ امت ، امام محمد بن اسمٰعیل البخاری رحمہ اللہ (١٩٤۔٢٥٦ھ)سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی مذکورہ حدیث پر یوں تبویب فرماتے ہیں :

باب خروج النّساء الی المساجد باللّیل والغلس ۔

''عورتوں کے رات اور اندھیرے میں مسجدوں کی طرف نکلنے کا
بیان ۔''
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امامِ بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک عورت
خواہ جوان ہو یا بوڑھی اور خواہ دن ہو یا رات مطلق طور پر
مسجد میں جاسکتی ہے ، کیونکہ جب اندھیرے میں جا سکتی ہے
تو دن کی روشنی میں جب کہ اندھیرے کی نسبت کہیں زیادہ امن
ہوتا ہے ، کیوں نہیں جاسکتی ؟
★۲ امام الائمہ امام ابنِ خزیمہ رحمہ اللہ (۲۲۳۔۳۱۱ھ)ان
احادیث پر یوں باب قائم کرتے ہیں :
باب الاذن للنّساء فی اتیان المساجد ۔
''عورتوں کو مسجدوں میں آنے کی اجازت کا بیان ۔''(صحیح ابن
خزیمہ ، کتاب الصلوۃ ، باب : ١٦٩)اور
باب النّھی عن منع النّساء عن الخروج الی المساجد باللّیل ۔
''رات کے وقت عورتوں کو مسجد جانے سے روکنے کی ممانعت کا
بیان ۔''(باب : ١٧١)
★۳ امام ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن الدارمی رحمہ اللہ (
١٨١۔٢٥٥ھ)سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث پر یوں باب
قائم فرماتے ہیں :
باب النّھی عن منع النّساء عن المساجد ، وکیف یخرجن اذا
خرجن ۔
''عورتوں کو مسجدوں سے روکنے کی ممانعت کا بیان ، نیز(اس
بات کی وضاحت کہ) وہ جب نکلیں تو کیسے نکلیں ۔''(مسند
الدارمی : ١٣١٤)
ایک مقام پر تو امام موصوف کی تبویب نہایت قابلِ توجہ ہے :
باب تعجیل العقوبۃ من بلغہ عن النّبی صلّی اللّہ علیہ وسلّم حدیث
فلم یعظّمہ ولم یوقّرہ ۔
''جو نبی ئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پہنچنے کے بعد
اس کو تسلیم نہیں کرتا ، اسے جلد از جلد سزا دینی
چاہیے ۔''(مسند الدارمی : ٤٥٦)
اس باب میں انہوں نے صحابہ کرام کے واقعات سے ثابت کیا ہے
کہ جب ان کے حدیث بیان کر دینے کے بعد کسی نے ان کے سامنے
اس کی مخالفت کی تو انہوں نے اس سے ترکِ تعلق کر لیا تھا ،
سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما والی حدیث بھی اسی باب میں
ذکر کرتے ہوئے انہوں نے یہ بتایا ہے کہ نبی ئ اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کی اجازت کے بعد عورتوں کو مسجدوں سے روکنے والا دین کا خیر خواہ نہیں بلکہ الٹا سنتِ نبوی کا مخالف ہے ۔

٤⋆ امام ابنِ حبا ن رحمہ اللہ (م٣٥٤ھ)کی تبویب ملاحظہ ہو :

ذکر الزّجر عن منع النّساء عن اتیان المساجد للصّلاۃ ۔

''نماز کے لیے مسجد میں آنے والی عورتوں سے منع کرنے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈانٹ کا بیان ۔''

(صحیح ابن حبان : ٥/٥٧٨، ح : ٢٢٠٩)

٥⋆ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (م٤٥٦ھ)رقمطراز ہیں :

وقد اتّفق أھل الأرض أنّ رسول اللّہ صلّی اللّہ علیہ وسلّم لم یمنع النّساء قطّ الصّلاۃ معہ فی مسجدہ الی أن مات علیہ السّلام ولا الخلفاء الرّاشدون بعدہ ، فصحّ أنّہ عمل غیر منسوخ ، فاذ لا شکّ فی ھذا ، فھو عمل برّ ، ولولا ذالک ما أقرّہ علیہ السّلام ، ولا ترکھنّ یتکلّفنہ بلا منفعۃ بل بمضرّۃ ، وھذا العسر والأذی ، لا النّصیحۃ ۔

''اس بات پر تمام لوگوں کو اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات تک عورتوں کو مسجد میں آنے سے کبھی نہیں روکا ، نہ ہی خلفائے راشدین نے آپ کے بعد یہ کام کیا ، اس سے ثابت ہو گیا کہ یہ عمل منسوخ نہیں ہو ا ، جب اس کا غیر منسوخ ہونا یقینی ہے تو یہ نیکی کا کام ہو ا ، اگر ایسا نہ ہوتا تو نبی ئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے برقرار نہ رکھتے اور ان عورتوں کو بے فائدہ بلکہ نقصان دہ تکلیف میمبتلا نہ چھوڑتے ، ایسا کرنا تنگی و تکلیف تو ہو سکتا ہے ، خیر خواہی نہیں (حالانکہ نبی ئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو سب سے بڑے خیر خواہ تھے)۔''

(المحلی لابن حزم : ٣/٨٣١، مسئلہ : ٣٢١)

مانعین کے دلائل کا جائزہ

جیسا کہ آپ حافظ ابنِ حزم رحمہ اللہ کی زبانی فیصلہ کن بات سن چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین نے عورتوں کو کبھی بھی مسجدوں میں آنے سے روکا نہیں ، بات واضح ہے کہ یہ عمل منسوخ نہیں ہوا اور جب ایسا ہے کہ تو روکنا جائز کیسے ہوا؟ آپ خود اندازہ فرمائیں کہ ایک عمل رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے بعد میں ہوتا رہا تو اب اس کی منسوخیت یا منع کے دلائل کتنی قوت کے

حامل ہوں گے ۔
آئیے ان دلائل کا جائزہ لیں :
دلیل نمبر ۱ :
عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنہا قالت : لو أدرک النّبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ما أحدث النّساء لمنعھنّ المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل ۔
''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ، انہوں نے فرمایا ، اگر نبی ئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (عورتوں کی اس خرابی کو دیکھ لیتے)جو انہوں نے اب پیدا کر دی ہے تو آپ ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے ، جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو روکا گیا تھا ۔''(صحیح بخاری : ۸۳۱، صحیح مسلم : ٤٤٥)
تبصرہ :
★۱ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصود عورتوں کو تنبیہ کرنا تھا ، ان کو روکنا مقصود نہ تھا ، کیونکہ اگر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عورتوں کا مسجد میں جانا جائز نہ سمجھتیں تو ضرور ان کو روکتیں ، حالانکہ ان سے ایک مرتبہ بھی ایسا کرنا ثابت نہیں ، اس کے برعکس آپ خود نبی ئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی مسجد میں جاتی رہیں ، بلکہ مسجد میں اعتکاف بھی بیٹھتی رہیں ۔
لہٰذا آج عورتوں کو اس حدیث کو دلیل بنا کر مسجدوں سے روکنے والے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی مخالفت کر رہے ہیں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھی ۔
★۲ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بقول اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی خرابیاں دیکھ لیتے تو عورتوں کو مسجد وں میں آنے سے روک دیتے ، اگر آپ منع فرما دیتے تو ہم بھی عورتوں کو مسجد سے روکتے ، جب آپ نے نہیں روکا ، حالانکہ حکیم و خبیر اللہ جو آپ کی زبانِ نبوت سے دین نکلوا رہا تھا، وہ تو جانتا تھا کہ بعد میں کیا کیا خرابیاں پیدا ہوں گی ، اب ہم روکنے والے کون ہوتے ہیں ، پھر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کا اس بارے میں موقف آپ سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کے مذکورہ واقعۂ سے لگا چکے ہیں ۔
★۳ زنا سے بڑی خرابی (عورت کے حوالے سے)اور کیا ہو سکتی ہے ؟ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں زنا کی وجہ سے رجم کی حد بھی قائم کی گئی ، لیکن عورتوں کو مسجد میں آنے

سے نہ روکا گیا تو آج کس ''بڑی خرابی '' کو مدنظر رکھ کر عورتوں کو روکا جاتاہے ؟

٤★ اس قسم کی خرابی تمام عورتوں میں نہیں پائی جاتی ، بلکہ کچھ عورتوں میں ہوتی ہے ، لہٰذا ان قلیل عورتوں کی وجہ سے دوسری تمام نیک عورتوں کونیکی سے کیونکر روکا جائے ؟

٥★ اگر ان خرابیوں کی وجہ سے عورت کا مسجد میں جانا منع ہو سکتا ہے تو بازار میں جانا بالاولیٰ حرام ہونا چاہیے ، اسی طرح کسی بھی غرض کے لیے گھر سے باہر نکلنا ممنوع ہونا چاہیے ، لیکن اس کا کوئی بھی قائل نہیں ، آج عورتوں کو بازاروں سے تو منع نہیں کیا جاتا ، جبکہ مسجد میں جانے پر پابندی ہے ، حالانکہ مسجدیں امن کا مرکز ہوتی ہیں ، نیز نمازی لوگ اکثر نیک ہوتے ہیں ،اب بتائیں کہ بازاری لوگ زیادہ خطرے کا باعث ہیں یا وہ نمازی لوگ جن سے اکثربازاری عورتیں بھی شرما کر پردہ کر لیتی ہیں ۔

٦★ بوڑھی اور جوان عورتوں کی تفریق ، نیز دن اور رات کی تخصیص اس روایت سے قطعاً ثابت نہیں ہوتی ۔

جو لوگ کہتے ہیں : ویکرہ لهنّ حضور الجماعات یعنی الشّوابّ منهنّ لما فیہ من خوف الفتنہ ولا بأس للعجوز أن تخرج فی الفجر والمغرب والعشاء ۔

''جوان عورتوں کے لیے جماعت میں شامل ہونا مکروہ ہے ، کیونکہ فتنے کا ڈر ہے ، البتہ بوڑھی عورتوں کے فجر ، مغرب اور عشاء میں شامل ہونے میں کوئی حرج نہیں ۔''(الهدایہ مع الدرایہ : ١/١٢٨)

وہ اس روایت کو کس منہ سے پیش کرتے ہیں ؟

دلیل نمبر ٢ :

عن أمّ حمید امرأۃ أبی حمید السّاعدی رضی اللّٰہ عنها انّها جاء ت الی النّبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ، فقالت : یا رسول اللّٰہ ! انّی أحب الصّلاۃ معک ، فقال : قد علمت أنّک تحبّین الصّلاۃ معی ، وصلاتک فی بیتک خیر من صلاتک فی حجرتک وصلاتک فی حجرتک خیر من صلاتک دارک وصلاتک خیر من صلاتک فی مسجد قومک وصلاتک فی مسجد قومک خیر من صلاتک فی مسجد قومک خیر من صلاتک فی مسجدی ، قال : فأمرت ، فبنی لها مسجد فی أقصی شیء من بیتها وأظلمہ وکانت تصلّی فیہ حتی لقیت اللّٰہ عزّوجلّ ۔

''سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ سیدہ ام ِ حمیدبیان کرتی ہیں کہ وہ نبی ئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی ، اے اللہ کے رسول ! میں آ پ کے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہوں ، آپ نے فرمایا ، میں جانتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہیں ، آپکی کوٹھڑی میں نماز آپکی صحن میں نماز سے بہتر ہے اور آپکی صحن میں نماز آپکی گھر کے احاطہ میں نماز سے بہتر ہے اور آپکی احاطہ میں نماز ، قوم کی مسجد میں نماز سے بہتر ہے اور آپکی اپنی قوم کی مسجد میں نماز میری مسجد میں نماز سے بہتر ہے ، راوی کہتے ہیں کہ ام ِ حمید رضی اللہ عنہا نے حکم دیا تو ان کے گھر کے اندرونی اور تاریک حصہ میں (ایک جگہ مختص کر کے)مسجد بنا دی گئی،پھر وہ تادم ِ وفات اسی جگہ میں نماز پڑھتی رہیں ۔'' (مسند الامام احمد : ٦/٣٧١، وسندہ، صحیح)

اس حدیث کو امام ابنِ خزیمہ (١٦٨٩)اور امام ابنِ حبان (٢٢١٧)رحمہمااللہ نے ''صحیح'' کہاہے ۔

تبصرہ :

اس حدیث پر امام الائمہ ابنِ خزیمہ رحمہ اللہ کی تبویب ملاحظہ ہو :

باب اختیار صلاۃ المرأۃ فی حجرتها على صلاتها فی دارها وصلاتها فی مسجد قومها على صلاتها فی مسجد النّبی صلّى اللّٰہ علیہ وسلّم وان کانت صلاۃ فی مسجد النّبی صلّى اللّٰہ علیہ وسلّم تعدل ألف صلاۃ فی غیرها من المساجد ، والدّلیل على أنّ قول النّبی صلّى اللّٰہ علیہ وسلّم صلاۃ فی مسجدی هذا أفضل من ألف صلاۃ فیما سواہ من المساجد ، أراد بہ صلاۃ الرّجال دون صلاۃ النّساء ۔

''عورت کی گھر میں نماز صحن میں نماز سے بہتر ہے اور اس کی اپنی قوم کی مسجد میں نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز سے افضل ہے ، اگرچہ نبی ئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے ، اس سے مراد مرد ہیں ، عورتیں نہیں ۔''(صحیح ابن خزیمہ : ١٧٧)

یہی بات تو ہم کہتے ہیں کہ عورت کی نماز گھر میں افضل ہے ، لیکن اگر وہ مسجد میں جاکر ادا کرے تو جائز ہے ، اس کو مسجد سے روکنا حرام ہے ، ہم نے کب اس کا مسجد میں جانا افضل یا

ضروری قرار دیا ہے ؟
عورت کے مسجد جانے کی ممانعت اور اس ضمن میں بوڑھی اور جوان عورت کے فرق پر ایک صحیح و صریح دلیل مطلوب ہے ۔
دلیل نمبر ۳ :
عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ قال : ما صلّت المرأۃ فی مکان خیر لھا من بیتھا الّا أن تکون المسجد الحرام أو مسجد النّبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم الّا امرأۃ تخرج فی منقلیھا یعنی خفّیھا ۔
''سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ، عورت کے لیے نماز کی کوئی بھی جگہ اپنے گھر سے بہتر نہیں ، ہاں ! اگر مسجدِ حرام یا مسجدِ نبوی ہو اور عورت موزے پہن کر نکلے (تو بہتر ہے)۔''
(المعجم الکبیر للطبرانی : ۹/۲۹۳)
علامہ ہیثمی (مجمع الزوائد : ۲/۳٤)نے اس کے راویوں کے بارے میں رجالہ رجال الصّحیح ۔ (اس کے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں)کہا ہے ۔
تبصرہ :
۱⋆ حماد بن سلمہ آخری عمر میں ''اختلاط '' کا شکارہوگئے تھے ، ان کے شاگر د حجاج بن منہال کا ان سے اختلاط سے پہلے سماع ہمیں نہیں مل سکا۔
۲⋆ اس روایت میں سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے عورت کی گھر میں نماز کوبہتر و افضل قرار دیا ہے ، جس کے ہم بھی قائل ہیں ، مسجد میں عورتوں کے جانے کی ممانعت پر دلیل مطلوب ہے ، مزید وضاحت اگلی روایت کے تحت ملاحظہ فرمائیں ۔
دلیل نمبر ٤ :
عن أبی عمرو الشیبانی قال : رأیت ابن مسعود یطرد النّساء من المسجد یوم الجمعۃ ۔
''ابو عمر و شیبانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا ، آپ جمعہ کے دن عورتوں کو مسجد سے بھگا رہے تھے ۔''(المعجم الکبیر للطبرانی : ۹/۲۹٤، وسندہ، صحیح)
تبصرہ :
۱⋆ یقینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ تک نہیں پہنچی ، ورنہ یہ کیسے ممکن ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مسجد سے روکنے سے منع بھی فرمایا ہو ، لیکن اس کے باوجو دسیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ عورتوں کو بھگاتے ہوں ؟ کسی مسلمان کا ایمان ایسا سوچنے کی اجازت نہیں دیتا ۔

★۲ سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما جنہوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہٖ وسلم کی عورتوں کو مسجد وں سے روکنے کی ممانعت نقل کی ہے ، ان کا فتویٰ یہی ہے کہ عورتوں کو مسجد سے روکنا خلافِ سنت ہے ،جیسا کہ ہم اپنے دلائل میں ثابت کر چکے ہیں ، نیز محدثین و ائمہ احناف کے نزدیک مسلمہ اصول راوی الحدیث أدریٰ بما فیہ (راوی ئ حدیث اپنی روایت کے مفہوم کو دوسروں سے بہتر جانتا ہے)کے تحت انہی کی بات راجح ہو گی ۔

★۳ کئی مسائل ایسے ہیں جن کی خبر سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ تک نہ پہنچی اور وہ جمہور صحابہ کے خلاف عمل کرتے رہے ، کیا ان مسائل میں بھی آپ سیدنا ابنِ مسعو د رضی اللہ عنہ کے قول و فعل کو حجت مانتے ہیں ، صرف ایک مثال پیشِ خدمت ہے کہ صحیح مسلم (۵۳٤)میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کا رکوع میں تطبیق کی (دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر رکھا)، بلکہ ساتھ نماز پڑھنے والے دونوں تابعین کے ہاتھوں پر بھی مارا کہ وہ تطبیق کیوں نہیں کر رہے ، نیز انہوں نے دو مقتدی پیچھے کھڑے کرنے کی بجائے اپنی دونوں جانب کھڑا کیا ۔

اب ا ن دونوں مسئلوں میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عملِ مبارک ہم تک پہنچ چکا ہے کہ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنے ہیں اور تین نمازی ہونے کی صورت میں امام آگے اور دونوں مقتدی پچھلی صف میں کھڑے ہوں گے ،کیا سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے یہ دونوں تفردات بھی قابلِ عمل ہیں ؟ اگر جواب نفی میں ہے تو عورتوں کو مسجدوں سے روکنے کے معاملہ میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ، خلفائے راشدین اور دیگر جمہور صحابہ کرام کے خلاف سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے عمل کو حجت بنانا انصاف کیسے ہے ؟

★۳ اس روایت میں بوڑھی اور جوان عورت ، نیز دن اور رات کا خود ساختہ فرق موجود نہیں ہے ۔

دلیل نمبر ۵ :

عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ قال : کان الرّجال والنّساء فی بنی اسرائیل یصلّون جمیعا ، فکانت المرأۃ اذا کان لها الخلیل تلبس القالبین ، تطول بهما لخلیلها ، فألقی اللّٰہ علیہنّ الحیض ، فکان ابن مسعود یقول : أخّروهنّ حیث أخّرهنّ اللّٰہ ۔

''سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنی اسرائیل کے مرد و عورت اکٹھے نماز پڑھتے تھے ، عورت کا جب دوست ہوتا تو وہ لکڑی کا جوتا پہنتی تاکہ لمبی ہو کر اپنے آشنا کو نظر آجائے ، اس پر اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر حیض ڈال دیا ، پھر ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ، ان کو وہاں سے ہٹا دو جہاں سے اللہ ان کو ہٹا دیا ہے''

(المعجم الکبیر للطبرانی : ۹/۲۹۵)

تبصرہ :

★۱ اس روایت کی سند امام عبدالرزاق ،امام سفیان ثوری، امام اعمش اور امام ابراہیم نخعی رحمہم اللہ کی ''تدلیس '' کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے ۔

صحیح ابنِ خزیمہ (۱۷۰۰)والی سند بھی امام اعمش کی ''تدلیس '' کی وجہ سے''ضعیف'' ہے ۔

★۲ اگر بنی اسرائیل کی عورتوں کو مسجد سے روک دیا گیا تھا تو ہماری شریعت میں عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت دی گئی ہے ، جیسا کہ ہم دلائلِ صحیحہ و صریحہ سے ثابت کر آئے ہیں ۔

★۳ سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ تو اس روایت میں عورتوں کو مطلق طور پر مسجد آنے سے روک رہے ہیں، پھر بوڑھی عورتوں کی تخصیص اور دن رات کا فرق کہاں سے آگیا ۔

دلیل نمبر ٦ :

عن أمّ سلمۃ رضی اللّٰہ عنہا قالت : قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم : صلاۃ المرأۃ فی بیتها خیر من صلاتها فی حجرتها وصلاتها فی حجرتها خیر من صلاتها فی دارها وصلاتها فی دارها خیر من صلاتها خارج ۔

''سیدہ امِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، عورت کی اپنے گھر میں نماز صحن میں نماز سے بہتر ہے ، اس کی اپنے صحن میں نماز اپنے احاطے میں نماز سے بہتر ہے ، اس کی اپنے احاطے میں نماز باہر نماز سے بہتر ہے ۔''(المعجم الاوسط للطبرانی : ۹/٤۸)

تبصرہ :

٭١ اس کی سند "ضعیف " ہے ، زید بن المہاجر راوی کے حالات نہیں مل سکے ، اس کی صحت کے مدعی پر دلیلِ توثیق لازم ہے ۔

٭٢ اس روایت میں عورتوں کو مسجدوں سے روکنا قطعاً ثابت نہیں ہوتا ۔

٭٣ بوڑھی اور جوان عورت کا فرق ، نیز دن اور رات کی تفریق کہاں ہے ؟

دلیل نمبر ٧ :

عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ قال : انّ المرأۃ عورۃ وانّھا اذا خرجت من بیتھا استشرفھا الشّیطان ، فتقول : ما رآنی أحد الا أعجبتہ ، وأقرب ما تکون الی اللّٰہ اذا کانت فی قعر بیتھا ۔

"سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورت پردے کا نام ہے ، جب یہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے غور سے دیکھتا ہے ، وہ کہتی ہے کہ مجھے جو بھی دیکھے گا ، اسے پسند آؤں گی ، عورت اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے اندرونی کمرے میں ہو ۔"(المعجم الکبیر للطبرانی : ٩/٢٩٥، وسندہ، صحیح)

تبصرہ :

٭١ اس روایت میں عورت کو مسجد سے روکنے کا کوئی ثبوت نہیں ، بلکہ نماز تک کا ذکر نہیں ہے۔

٭٢ پہلے بھی بتایا جا چکا ہے کہ عورت کو مسجد سے روکنے سے ممانعت والی حدیث سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ تک نہیں پہنچی ، پھر ان کی یہ بات دلیل کیسے بن سکتی ہے ؟

٭٣ نبی ئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ِ مبارک میں بھی تو عورتیں مسجد میں آتی تھیں ، اس روایت کے مطابق ان پرکیا حکم لگائیں گے ؟

دلیل نمبر ٨ :

عن سلیمان بن أبی حثمۃ عن أمّہ قالت : رأیت النّساء القواعد یصلّین مع رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ۔

"سلیمان بن ابی حثمہ اپنی والدہ سے بیان کرتے ہیں ، وہ کہتی ہیں کہ میں نے بوڑھی عورتوں کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرتے دیکھا ۔"(المعجم الکبیر للطبرانی : ٢٤/٣١٧)

تبصرہ :
★١   اس کی سند سخت "ضعیف" ہے ، ابن ابی لیلیٰ اور عبدالکریم بن ابی المخارق دونوں "ضعیف" ہیں ۔
★٢   اس روایت میں عورتوں کو مسجد سے روکنے کا اشارہ تک نہیں ، نیز رات کی تخصیص کہاں ہے ؟ ظاہر ہے کہ دن کے اجالے میں ہی دیکھا جا سکتا تھا ۔
دلیل نمبر ٩ :
عن أبی عمرو الشّیبانی قال : حلف عبد اللّہ ، فبالغ فی الیمین : ما من مصلّی لامرأۃ خیر من بیتھا الّا فی حجّ أو عمرۃ ، الّا فی امرأۃ قد یئست من البعولۃ ، فھی فی منقلیھا ۔
"سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے بہت مبالغے سے قسم اٹھا کر فرمایا ، عورت کے لیے گھر سے بہتر کوئی جائے نماز نہیں ، ہاں ! اگر عورت حج یا عمرہ میں ہو یا عورت بوڑھی ہو کر نکاح سے مایوس ہو چکی ہو اور اس نے موزے پہن رکھے ہوں ۔"(المعجم الکبیر للطبرانی : ٩/٢٩٤)
تبصرہ :
★١   اس روایت سے بھی عورتوں کو مسجد سے روکنے کا جواز ثابت نہیں ہوتا ۔
★٢   اس کی سند میں محمد بن النضر کے حالات نہیں مل سکے ، مسند علی بن الجعد (٢٢٩٠)میں اس کی متابعت شریک بن عبداللہ القاضی نے کی ہے ، لیکن یہ روایت شریک کی "تدلیس" کی وجہ سے "ضعیف " ہے ۔
نیز اس کی صحت کا دعویٰ اس وقت تک قابلِ التفات نہیں ہو سکتا جب تک سعید بن مسروق کا ابو عمرو الشیبانی سے سماع ثابت نہ ہو جائے ۔
دلیل نمبر ١٠ :
عن أمّ حکیم بنت أبی حکیم انّھا قالت : أدرکت القواعد وھنّ یصلّین مع رسول اللّہ صلّی اللّہ علیہ وسلّم ۔
"سیدہ ام حکیم بنتِ ابی حکیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے بوڑھی عورتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز اد اکرتے دیکھا ۔"(المعجم الکبیر للطبرانی : ٢٥/١٣٠)
تبصرہ :
★١   اس روایت کی سند بھی ابن ابی لیلیٰ اور عبدالکریم بن ابی المخارق کی وجہ سے "ضعیف" ہے ۔

★٢ ان ''ضعیف '' روایات سے بھی رات کی تخصیص ثابت نہیں ہو سکی ۔

دلیل نمبر ١١ :

عن أمّ سلیم رضی اللّٰہ عنها عن رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم أنّہ قال : خیر مساجد النّساء قعر بیوتهنّ ۔

''سیدہ امِ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، عورتوں کے لیے نماز کی بہترین جگہ ان کے گھروں کے اندونی کمرے ہیں ۔''(مسند الامام احمد : ٦/٢٩٧)

تبصرہ :

★١ اس کی سند سخت ''ضعیف '' ہے ، کیونکہ رشدین بن سعد جمہور کے نزدیک سخت ''ضعیف'' اور سائب مولیٰ امِ سلمہ مجہول الحال ہے ۔

دوسری سند اس سے بھی بدتر ہے ،کیونکہ :

★١ اس میں ابنِ لہیعہ ''ضعیف و مختلط'' ہے ★٢ حسن کا ان سے اختلاط سے پہلے سننا ثابت نہیں ★٣ سائب مذکور ''مجہول الحال '' ہے ۔

الحاصل :

ثابت ہوا کہ عورتوں کو مسجد جانے سے روکنا درست نہیں اور اس پر کوئی شرعی دلیل دلالت نہیں کرتی ۔

اب عورتوں کو مسجدوں سے روکنے والے ہی بتائیں کہ ان کا عمل حدیث کی موافقت ہے یا مخالفت ؟؟؟

★★ ★★ ★★